اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

شرح چندہ پیشگی

قیمت ایک آنہ

روزنامہ

الفضل

دارالامان قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

خطبہ نمبر ۲۵

جلد ۲۷	مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۸ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء	نمبر ۲۱۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ جنگ کے موقعہ پر حکومت انگریزی سے تعاون کرے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۳۹ء

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
مَیں گزشتہ خطبۂ جمعہ میں جس وقت

جنگ کے متعلق

بعض خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔ عجیب بات ہے کہ اسی وقت اعلانِ جنگ ہو رہا تھا۔ اور دُنیا پر جس آفت کے نازل ہونے کا ہمیں خوف تھا اس وقت تک وُہ آفت آچکی تھی۔ مَیں نے جماعت کو اس خطبہ میں اُن فرائض کی طرف توجہ دلائی تھی جو جنگ کی صورت میں اس پر عائد ہوتے ہیں۔ میں آج اسی سلسلہ میں بعض مزید باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں:۔

سب سے پہلے تو مَیں بعض اُن

لوگوں کے خیالات کی اصلاح

کرنا چاہتا ہوں۔ جو بعض برطانوی نمائندوں کے سابق سلوک کی وجہ سے اپنے دلوں میں شکایت محسوس کرتے ہیں۔ اور انگریزوں سے تعاون کرنے میں وُہ بشاشت محسوس نہیں کرتے۔ جو پہلے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان ایام میں مجھے کئی ایسے لوگوں کے متعلق اطلاع ملی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ محض اُن کے علم کی کمی۔ اُن کے تجربہ کی کمی۔ اور ان کی دین سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں۔ کہ گزشتہ پانچ سال سے انگریزوں کے لوکل نمائندوں نے بلکہ ایک زمانہ میں حکومتِ پنجاب کے نمائندوں نے بھی جماعت سے جس قسم کا سلوک کیا وُہ

نہائت ہی ظالمانہ اور غیر منصفانہ

تھا۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ کہ اپنی طرف سے انہوں نے جماعت کو کچلنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ انہوں نے اس کی عزت پر حملہ کیا۔ اس کے مال پر حملہ کیا۔ اس کی جائدادوں پر حملہ کیا۔ اس کے نظام پر حملہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے ہمارے نظام کو توڑنے کے لئے مختلف قسم کی سازشیں کیں کہیں ہمارے اندر انہوں نے بغاوت پھیلانے کی کوشش کی۔ کہیں ہمارے مقدس مقامات چھیننے کے لئے دُشمن نے زور لگایا۔ اور بعض حکام بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گئے کہیں ہمارے امن کو برباد کرنے کے لئے تدبیریں کی گئیں۔ اور اس میں بعض مقامی حکام کا بھی دخل تھا:۔

پھر قادیان جو ہمارا مقدس مقام ہے۔ اس میں اس قسم کے ظلم روا رکھے گئے۔ کہ بار بار یہاں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا۔ یہاں تک کہ جلسوں تک میں مجسٹریٹوں نے دخل دینے کی کوشش کی۔ بلکہ جمعہ کے خطبے روکنے کی بھی کوشش کی گئی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ مظالم اس تواتر اور تسلسل کے ساتھ ہم پر ہوتے رہے ہیں۔ کہ اس وقت بھی کہ مجھے بعض اُن لوگوں کے خیالات کی تردید کرنے کے لئے جو موجودہ جنگ میں حکومتِ برطانیہ کے ساتھ تعاون کرنے میں بشاشت محسوس نہیں کرتے۔ ضمناً ان واقعات کی طرف اشارہ کرنا پڑا ہے۔

میرا خون کھولنے لگا ہے

اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر مخلص احمدی اس وقت تک اپنی جنگ۔ مقامی حکومت کے ساتھ ختم نہ کرے گا۔ جب تک ان حکام کو جو ان شرارتوں کے بانی تھے سزا نہ ملے گی۔ اور ان شرارتوں کا سدباب کر کے

انگلستان کی خبریں

لنڈن ۱۱ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ آج جرمن آبدوزوں نے دو اور برطانوی جہاز غرق کیئے ان میں سے ایک سولہ سوٹن کا تھا۔ یہ حادثہ ساحل سے صرف پانچ میل کے فاصلہ پر پیش آیا۔ مسافر اور ملازم بچا لیئے گئے۔

وزارت اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ جرمن آبدوزوں کے خلاف اقدامات سرعت سے جاری ہیں۔ اور ان میں کامیابی ہو رہی ہے۔

برطانوی ہوائی جہازوں نے جرمنی کی مغربی سرحد پر پرواز کی۔ اور اشتہارات پھینکے۔ لیکن جرمن طیارہ شکن توپوں کی زد میں آنے پر بلجیم کی طرف نکل گئے۔

جرمنی کی خبریں

برلن ۱۱ ستمبر مغربی محاذ پر جنگ کے متعلق جرمنی کا ایک کمیونک مظہر ہے کہ سار بروکن سے ۱۰ میل مشرق کی طرف فرانس اور جرمنی کی فوجوں میں زبردست مقابلہ ہو رہا ہے۔ سار برکن کے قریب جرمن فوجیں پسپا ہوتے ہوئے ایک ہوائی اڈے کو آگ لگا گئیں۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ سار اور لکسمبرگ سے پانچ میل دور جرمن فوجوں نے زبردست جوابی حملے کئے۔ لیکن وہ فرانسیسی فوجوں کو پیچھے نہ ہٹا سکیں۔

پیرس ۱۱ ستمبر۔ جرمنی کے ہوائی جہازوں نے فرانس کی دفاعی میگنٹ لائن پر پرواز کی۔ اور اس کے فوٹو لینے کی کوشش کی۔ مگر فرانسیسی طیاروں اور قلعہ شکن توپوں نے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

برلن ۱۱ ستمبر۔ حکومت جرمنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ فرانسیسی فوجوں نے سیگفریڈ لائن کی بیرونی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن تازہ دم جرمن فوج نے ان کی پیش قدمی کو روک دیا ہے۔

جرمنی کے قونصل جنرل مقیم اٹاوہ نے حکومت کینیڈا کو مطلع کیا ہے۔ کہ چونکہ اس نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔ اس لئے جرمن آبدوزیں اب اس کے جہازوں پر حملے کریں گی۔

دفتر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ جرمن

یورپ میں ہلاکت آفرین جنگ

افواج نے دریائے وسچولا کو عبور کر لیا ہے اور کوہستانی علاقوں میں شدید جنگ جاری ہے۔ وارسا کو جانے والی تمام سڑکیں اس وقت خوفناک محاذ جنگ بنی ہوئی ہیں۔ وارسا کے شمال مشرق میں دریائے بگ کے کناروں پر جرمن ہوائی جہازوں نے شدید بمباری کی۔

برسلز ۱۱ ستمبر۔ اطالوی براڈکاسٹ پیغامات سے معلوم ہوتا ہے کہ برلن۔ ہمبرگ اور ویانا میں ہٹلر کے خلاف زبردست مظاہرے ہو رہے ہیں۔ جنہیں روکنے کے لئے نازی پولیس تشدد سے کام لے رہی ہے۔ سلواکیہ کے زخمی سپاہی نازیت سے سخت بیزار ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی وردیوں سے سواستیکا کے نشان اتار دیئے اور ہٹلر کا مجسمہ بنا کر اسے نذر آتش کر دیا۔ جب تک شعلے بلند ہوتے رہے۔ وہ برطانیہ۔ فرانس اور پولینڈ کے قومی ترانے گاتے رہے۔ ان سپاہیوں نے برطانیہ۔ فرانس اور پولینڈ زندہ باد ہٹلر مردہ باد کے نعرے لگائے

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ جرمنی کی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمن فوجوں نے پولینڈ میں لوڈز کے صوبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں کے پول سفیر نے اس کی تردید یا تصدیق کچھ نہیں کی۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمن اور پول فوجیں دریائے لوڈیکا سے ۷۵ میل جنوب مغرب میں لڑ رہی ہیں۔ صوبہ لوڈز کی آبادی چھ لاکھ ہے۔

پولینڈ کی خبریں

وارسا ۱۱ ستمبر۔ حکومت پولینڈ نے جرمنی پر الزام لگایا ہے کہ جرمن ریڈیو بین الاقوامی براڈکاسٹنگ کنونشن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پولینڈ کے براڈکاسٹنگ میں گڑبڑ ڈال رہا ہے

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ پولینڈ کے جنوب میں ایک ریل گاڑی پر جب کہ وہ چل رہی تھی۔ جرمن طیاروں نے اتنی شدید بمباری کی۔ کہ سترہ مرتبہ اسے ٹھہرا کر کے مسافروں کو پناہ لینی پڑی۔ نقصان کا ابھی کوئی علم نہیں ہو سکا۔

وارسا ۱۱ ستمبر۔ سرکاری ریڈیو سٹیشن سے اعلان کیا گیا ہے کہ جرمن افواج وارسا سے بھاگ نکلی ہیں۔ پول افواج نے ان پر زبردست حملہ بول دیا۔ جس سے بدحواس ہو کر وہ تتر بتر ہو گئیں۔

فرانس کی خبریں

پیرس ۱۱ ستمبر۔ آج حکومت فرانس نے جنگ کے متعلق ایک کمیونک شائع کیا جس میں لکھا ہے کہ کل رات سار اور موزیل کے محاذ پر جنگ قریباً قریباً بند رہی۔ فرانسیسی فوجوں نے کہیں کہیں مزید پیشقدمی کی۔ سار کے مشرقی علاقہ میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔

فرانسیسی فوج نے سیگفریڈ لائن کے قریب مورچے بنا کر حملہ کرنے کی پوزیشن قائم کر لی ہے۔ اور کئی جگہ اس لائن کو توڑنے میں کامیاب ہو گئی ہے جرمن فوجیں بھی بڑی بے جگری سے مقابلہ کر رہی ہیں۔ انہوں نے بعض فرانسیسی دستوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا لیکن فرانسیسیوں نے پھر حملہ کر کے پہلے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ فرانس میں بیس ہزار جرمنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اس محاذ پر جرمن فوج میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور وہ زبردست مدافعت کر رہی ہیں۔ فرانسیسی فوجوں نے ان کے توپ خانہ پر شدید حملہ کیا۔ اور ایک اہم رقبہ پر قبضہ کر لیا

فرانسیسی ہوائی جہازوں نے سیگفریڈ لائن پر پرواز کر کے اس کے فوٹو لے لیئے ہیں۔ اور جرمنی کے دفاعی قلعوں کی مفصل کیفیت معلوم کر لی ہے۔

فرانسیسی افواج نے رات کے وقت نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور لکسمبرگ میں جرمن اور فرانسیسی لائنوں کے درمیان تین اور چھ میل تک چوڑے غیر مصافی رقبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ علاقہ خندقوں اور تباہ کن آلہ سے پٹا پڑا تھا اس حملہ میں ہوائی جہازوں نے بہت امداد کی۔

ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ فرانسیسی فوجوں کے مقابلہ میں جرمن افواج نہایت بے ترتیبی سے پسپا ہو رہی ہیں۔ اور ریلوں۔ سڑکوں عمارتوں اور ذرائع رسل و رسائل کو تباہ کرتی جاتی ہیں۔

فرانسیسی افواج جرمنی کے معدنی علاقہ تک بڑھ چکی ہیں۔ یہاں کوئلے اور ابرق کی بہت سی کانیں ہیں۔

فرانسیسی افواج کا لکسمبرگ کی سرحد پر گمیان کے مقام پر جرمن افواج سے شدید تصادم ہوا۔ یہاں خوفناک جنگ جاری ہے۔ جرمن فوجیں خندقیں کھود کر لڑ رہی ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ آج شام میئر کلکتہ کی صدارت میں بنگالیوں کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ بنگالیوں کی دو رجمنٹیں بنائی جائیں۔ میٹنگ میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ جنگ میں گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کیا جائے اس جلسہ میں لارڈ سنہا نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بنگالیوں نے میسوپوٹیمیا کی جنگ میں اپنی بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ اور اب بھی ان کا فرض ہے۔ کہ جب ضرورت پڑے فوج میں بھرتی ہو جائیں۔

کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ برہمن بڑیہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسٹر دپور دت وکیل۔ مسٹر ستیش چیٹرجی اور مسٹر بھارت سنہا سابق سیاسی قیدی کو ڈیفنس آف انڈیا آرڈی ننس کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جب سے آرڈی ننس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نافذ ہوا ہے۔ بنگال میں یہ پہلی گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

شملہ ۱۱ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ انٹرنیشنل صورت حالات کی وجہ سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہند کے دفاتر کے دہلی جانے کی تاریخ میں توسیع کر دی جائے۔ چنانچہ اب وہ غالباً ۲۰ اکتوبر کو یہاں سے روانہ ہونگے وائسرائے نے اپنا موسم خزاں کا دورہ منسوخ کر دیا ہے اور ۷ اکتوبر کو دہلی پہنچیں گے۔

کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ گورنر بنگال نے ڈیفنس آف انڈیا آرڈی ننس کے ماتحت ایسے تمام پبلک جلوسوں جلسوں اور اجتماعوں کے انعقاد کی ممانعت کر دی ہے جن کا مقصد کسی ایسے موضوع پر بحث کرنا یا اسے تقویت دینا ہو جس سے امن عامہ اور برطانوی ہند کی حفاظت کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو۔ یہ اعلان چھ ماہ تک نافذ رہے گا۔

شملہ ۱۱ ستمبر۔ گورنمنٹ ہند نے ایک اعلان کے ذریعہ قریباً ساڑھے تین درجن اشیاء کو ہندوستان سے باہر بغیر اجازت لے جانے کی ممانعت کر دی ہے۔ ان اشیاء میں فوٹوگرافی کا سامان المونیم۔ ہوائی جہاز اور اس کے حصے گلیسرین۔ موٹر وہیکل۔ لوہا۔ فولاد۔ تاریں اور لکڑی وغیرہ شامل ہیں۔

بمبئی ۱۱ ستمبر۔ کل رات بمبئی میں ایک خانہ تلاشی کے دوران میں سی آئی ڈی کی سپیشل برانچ نے ہندوستانی کرنسی کا ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ برآمد کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ روپیہ نازی پارٹی کا فنڈ ہے اور اس سے ہندوستان میں نازیوں کی سرگرمیوں کو تقویت دینا مقصود تھا۔

رامپور ۱۱ ستمبر۔ نواب صاحب رامپور نے اپنی جاگیر "سنوڈین ہیمپ ہال" جنگ کے سلسلہ میں ملک معظم کی حکومت کے استعمال کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور وہ اسے جس مقصد کے لئے چاہے استعمال کر سکتی ہے۔ جاگیر کا رقبہ ۳۵ ایکڑ ہے۔ جس میں ایک بہت بڑا امکان

اور چار جھونپڑے ہیں۔

کراچی ۱۰ ستمبر۔ سندھ گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ خطرہ کے پیش نظر کراچی شہر کو خالی کرنے کی اطلاعات بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ شہر ہرگز خالی نہیں کرایا جا رہا۔

شملہ ۱۱ ستمبر۔ حکومت ہند نے بحری رستہ سے جانے والے حاجیوں کو مطلع کیا ہے کہ بین الاقوامی صورت حالات کی نزاکت کے پیش نظر "آئندہ اطلاع" تک ہندوستانی بندرگاہوں سے کوئی جہاز جدہ نہیں بھیجا جائے گا۔ جن جہازوں کی متوقع روانگی کی اطلاعات شائع ہو چکی ہیں۔ وہ بھی اب نہیں جائینگے

لاہور ۱۱ ستمبر۔ وزیر اعظم پنجاب کے حکم سے ایسوسی ایٹڈ پریس نے اعلان کیا ہے کہ حکومت پنجاب نے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کر دی ہے کہ آٹے اور گندم کی قیمتوں میں آٹھ آنہ فی من سے زیادہ اضافہ نہ ہو۔ وزیر اعظم نے کہا کہ گندم کی اڑھائی روپیہ من قیمت گری ہوئی قیمت ہے حکومت اسے نامناسب طور پر نہیں بڑھنے دے گی۔ لیکن اس وقت تک گندم کی مارکیٹ پر قبضہ بھی نہیں کرے گی۔ جب تک قیمت چار روپے من کے قریب نہ ہو جائے۔

کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ گورنر بنگال نے صوبہ کے بعض مقامات کو محفوظ مقامات قرار دیا ہے۔ جن میں کسی غیر معتبر شخص کو داخلہ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ احکام ڈیفنس آف انڈیا آرڈی ننس کے رو سے حاصل شدہ اختیارات کے ماتحت دیئے گئے ہیں

متفرق خبریں

امرتسر ۱۱ ستمبر مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار ہند نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا ہے جو ورکنگ کمیٹی نے منظور کر لیا ہے۔ ان کی جگہ شیخ حسام الدین امرتسری کو صدر بنایا گیا ہے۔ مولوی مظہر علی اظہر نے بھی استعفیٰ دیدیا ہے۔ اب شیخ حسام الدین نئی ورکنگ کمیٹی بنائیں گے۔

لاہور ۱۱ ستمبر۔ آج روزنامہ "نیشنل کانگرس" کے ایڈیٹروں اور کاتبوں کی ہڑتال کا ساتواں روز ہے عملہ انتظامیہ پہلے چھ دن تو اس ہڑتال میں شامل نہ ہوا تھا لیکن مالکوں کے غیر مصالحانہ رویہ سے تنگ آکر اس نے بھی ہڑتال کر دی ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ سر رابرٹ ولیم ہیو روئیل نائب وزیر ہند مقرر ہوئے ہیں۔

نیویارک ۱۱ ستمبر۔ باوثوق اطلاعات کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صدر روز ویلٹ نے امریکن کانگرس کا ایک اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ غیر جانبدارانہ پالیسی پر دوبارہ غور کیا جا سکے

ماسکو ۱۰ ستمبر۔ حکومت روس نے ایک سرکاری اعلان میں اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ لینن گراڈ اور بحیرۂ اسود کے درمیان جزوی فوج کشی کے احکام صادر کر دیئے گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج کشی کی وجہ جرمنی اور پولینڈ کے درمیان جنگ ہے۔ جو روز بروز خطرناک صورت اختیار کر رہی اور وسیع ہو رہی ہے۔ یہاں سے بہت سے ڈاکٹروں

انجنیئروں اور دیگر ماہرین کو پولینڈ کی کی سرحد پر روانہ کیا گیا ہے جہاں فوجوں کا بھاری اجتماع ہو رہا ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ حکومت ہالینڈ اپنی غیر جانبداری کو قائم رکھنے کے لئے اپنے ساحل کے ساتھ دور دور تک سرنگیں پھیلا رہی ہے۔ انہی میں سے ایک سرنگ کے ساتھ ٹکرا کر اس کا اپنا ہی ایک جہاز غرق ہو گیا

انقرہ ۱۱ ستمبر۔ ترکی کے اٹھارہ ہوائی جہاز پندرہ ٹینک اور ۲۸ مسلح کاریں معہ تین ہزار ترکی فوج کے سکندرونہ پہنچ گئی ہیں۔ بحری جہازوں کا بھی ایک دستہ عنقریب پہنچ رہا ہے۔ اسکندرونہ کے وائسرائے نے عربوں اور آرمنوں کو یقین دلایا ہے کہ قانون کی نظر میں انہیں ترکوں کے ہم پلہ سمجھا جائے گا۔ آنے والی مصیبت کے مقابلہ کے لئے سب کو مل کر کام کرنا چاہیئے۔

راولپنڈی ۱۱ ستمبر۔ احراری لیڈر مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کو رعایا کے مختلف طبقات میں عداوت پھیلانے ترغیب قتل اور باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں گرفتار کیا جا چکا ہے۔ آج بعض ریشٹ کارکنوں نے ان کی ضمانت دینی چاہی۔ مگر مجسٹریٹ نے یہ کہہ کر کہ اس مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خود کرنی ہے۔ اس لئے اسی عدالت میں یہ درخواست پیش ہونی چاہیئے۔ اسے نامنظور کر دیا۔ آپ پر زیر دفعہ ۳۰۲۔ ۳۱۷۔ ۱۵۳ الف اور ۱۲۴ الف مقدمہ چلایا جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرانے گرم کوٹ و کمبل کے بیوپاری صاحبان نوٹ کر لیویں

(۱) کہ ہماری فرم نے اس سال وہ سب سہولتیں جو کہ وقتاً فوقتاً آپ لکھتے تھے جاری کر دی ہیں تفصیل نرخ نامہ میں درج ہے (۲) صرف ہماری فرم کو ہی اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ہندوستان بھر کے تمام شہروں قصبوں اور گاؤں میں جہاں بھی پرانے کوٹ فروخت ہوتے ہیں سب سے زیادہ ہمارا مال کھپت ہوتا ہے اس کی وجہ ہمارے مستقل خریداروں یا بن دوکانداروں نے ہمارے نرخ لیں دیکھ لیا ہے سے دریافت کریں (۳) ہر قسم کے اوورکوٹ ہاف کوٹ۔ واسکوٹ۔ جیسٹر کوٹ۔ لیڈی کوٹ و کمبل وغیرہ کا تازہ نرخنامہ نمبر ۴۰ سالہ ۱۹۳۹ء آج ہی منگوا کر ملاحظہ کریں۔ (۴) ہمارے نرخ دیکھ کر اشتہار بازوں اور نام نہاد فرموں سے ہرگز مقابلہ نہ کریں۔ **مینیجر میسرز رمیش راج اینڈ کمپنی سوداگران کوٹ کراچی**

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی طرف سے ٹیریٹوریل فوج کے احمدی نوجوانوں کو ضروری اطلاع

ہندوستان کی ٹیریٹوریل فوج کو بلوا یا گیا ہے۔ تمام احمدی جو ۱۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ میں بھرتی ہیں۔ وہ انبالہ جانے کے لئے فوری طور پر تیار رہیں۔ ان کو نوٹس بھیجے جا رہے ہیں۔ جس وقت ان کو انبالہ سے اطلاع ملے فوراً روانہ ہو جائیں۔ جو شخص اپنی مستقل جائے رہائش پر نہ ہو۔ وہ اپنے موجودہ رہائشی مقام سے کمانڈنگ آفیسر صاحب ۱۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ کو مطلع کر دیں ۔

خاکسار مرزا شریف احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نارتھ ویسٹرن ریلوے دسہرہ کی تعطیلات کے لئے رعائتیں

آئندہ تعطیلات دسہرہ کے لئے ۱۰۔ اکتوبر سے ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء تک واپسی ٹکٹ جو ۳۰۔ اکتوبر تک کارآمد ہوں گے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر بتفصیل ذیل جاری کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کا سفر سو میل سے زاید ہو۔ یا ۱۰۰ میل کا رعائتی کرایہ ادا کیا جائے

اول اور دوم درجہ	۱ ۱/۲ کرایہ
درمیانہ اور تیسرا درجہ	۱ ۱/۴ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

سیرت النبیؐ کے جلسے اور احمدی جماعتیں

یکم اکتوبر کی تاریخ قریب آرہی ہے۔ جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام دنیا بھر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر جلسے کئے جائیں گے۔ اور اس پُر آشوب زمانہ میں مسلم اور غیر مسلم اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم امن عامہ کے متعلق پیش کریں گے۔ احمدی احباب کا فرض ہے۔ کہ (۱) ان جلسوں کے انتظامات ابھی سے شروع کر دیں (۲) غیر مسلم مقررین کا انتخاب کریں (۳) جہاں کہیں مقرر میسر نہ آسکے مرکز سے کرایہ بھیجکر منگانے کا انتظام کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

M. Urdu 126

قابل قدر ہستیاں

یہ ایک مشہور حقیقت ہے۔ کہ اکثر قابل قدر ہستیوں کو قدر و منزلت زندگی میں حاصل نہیں ہوتی۔ اس امر واقعہ کی تصدیق کے لئے بہت سے تاریخی واقعات موجود ہیں ؛

صرف ماہرین فنون لطیفہ کے ساتھ (یہاں پر میرا اشارہ بالخصوص رمبرنٹ وان گو کی طرف ہے) یہ چیز پیش نہیں آتی۔ سائنس نے بھی بہت سی قابل قدر ہستیاں دیکھی ہیں جو زندگی بھر گمنامی کی تاریکی میں پڑی رہیں۔

جیمز کوچ اور پاسچر جیسے سائنسدانوں کو بھی اپنے انکشافات کی اہمیت منوانے کے لئے ہمعصر سائنسدانوں اور دیگر مخالفین سے سخت مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر بحث تمحیص کا یہ مادہ اور ان حضرات کی شدید کوششوں کا وجود نہ بھی ہوتا تو بھی عالم انسانیت بہت سی اور پریشانیوں میں گھری ہوتی۔

اس سلسلہ کی ایک اور مثال ہے اور وہ خاندان کیوری ہے۔ اپنی قابلیت کو تسلیم کروانے کے لئے ان دونوں نے دفتری دنیا کے خلاف نہایت صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ مگر افسوس جنگ کے نتیجے میں تاخیر ہو گئی۔ پائیری کیوری اس کا لطف نہ اٹھا سکا۔ خوش نصیب تو وہ سائنسدان ہیں جنہوں نے زندگی ہی میں اپنی محنت کا پھل پا لیا۔

سر رونالڈ راس اور سر پیٹرک مینسن دونوں ایسے سائنسدان ہیں جنہیں بجا طور پر عالم انسانیت کا بہی خواہ کہا جا سکتا ہے یہ انہیں کی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ کہ ملیریا کے جرم دریافت کئے جا سکے ان حضرات نے اس اندوہناک بیماری کے اثرات کو بھی دریافت کیا تھا۔ جو گرم ممالک کے لئے عذاب عظیم سے کم نہیں اور ہر سال جس کی زد میں لاکھوں انسان آجاتے ہیں۔ جب ہم کو کسی بیماری کی بالیدگی کا علم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس بیماری کے مقابلہ کی صورتیں نہ جانتے ہوں۔ دراصل ملیریا سے مقابلے کا طریقہ مکمل طور پر دریافت ہو چکا ہے۔ یہ طریقہ مچھروں اور لاروی کو جنگلی مقامات سے انسان کے جسم میں ملیریا داخل ہوتا ہے ہر جگہ سے فنا کر دینے اور اس کے ساتھ ساتھ "کونین" کے استعمال پر مشتمل ہے یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ "کونین" اس موذی بیماری کو دور رکھنے اور اس سے مقابلہ کرنیکا ایک نہایت مفید ذریعہ ہے مجلس بین الاقوام کی ملیریا کمیشن کی رائے کے مطابق ۶ گرین کونین کا یومیہ استعمال بخار کے موسم میں ملیریا سے محفوظ رہنے کیلئے کافی ہے اسیطرح ملیریا کے علاج کیلئے ۱۵ سے ۲۰ گرین کونین کی خوراک کا استعمال ۵ سے ۷ دن تک کافی ہے۔ لنڈن کی روز انسٹیٹیوٹ ایک ایسے شخص کی یادگار ہے جس کا سارے عالم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس ادارے میں آج بھی ملیریا کے اہم مسائل پر غور و خوض کیا جاتا ہے۔ ہر سال اس انسٹیٹیوٹ کی طرف سے ایک ملیریا کانگریس ہوا کرتی ہے۔ جس میں بہت سے ماہرین ملیریا شریک ہوتے ہیں

ہومیوپیتھک علاج میں قوت شفا زیادہ ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ تمام امراض بسہولیت جلد شفا پاتے ہیں کم خرچ زود اثر مقبول عام ہے۔ جہاں دوسرے علاج ناکامیاب رہتے ہیں۔ ہومیوپیتھک علاج کامیاب ہوتا ہے تجربہ کریں شافی خدا ہے۔ اس علاج میں اللہ تعالےٰ نے مخلوق خدا کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں قلیل دوا زیادہ فائدہ روپوں کا کام پیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں انہی دواؤں سے ہوتا ہے سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجرب ہزاروں بار ہزاروں مریضوں پر تجربہ شدہ کھانے میں مزیدار۔ بے ضرر بیماری کو جڑ سے کھونے والی چیر پھاڑ کی تکلیف سے بچانے والی مایوس العلاج بفضل خدا صحت یاب ہوئے ہیں۔ آپ بھی استعمال کرائیں تو انشاء اللہ سریع التاثیر پائیں گے۔ کوئی تکلیف ہو۔ کیسا ہی مرض ہو۔ پوری کیفیت لکھ کر دوا حاصل کیجئے امراض مخصوصہ مردان کے لئے بہترین ادویات موجود ہیں۔ مستورات اور بچوں پر یہ علاج خاص اثر کرتا ہے۔ دیرینہ پیچیدہ وگندہ امراض کے زہر کو جلد زائل کر کے تندرست کرتا ہے۔ خونی و بادی بواسیر دمہ کنٹھ مالا۔ ناسور گنٹھیا۔ پرسوت باؤ گولہ۔ یرقان۔ تلی۔ سیلان الرحم۔ مرگی۔ ذیابیطس۔ سفید داغ فیل پا۔ سوکھا جریان کے لئے خاص مجرب ادویات موجود ہیں۔ مقویات بہت فائدہ مند ہیں۔ روز افزوں ترقی اس علاج کو ہے۔ کفایت شعاری کو مدنظر رکھتے ہوئے توجہ کریں ؛

ڈاکٹر ایم۔ ایچ احمدی معرفت الفضل قادیان

[illegible]

ہر جماعت اور ہر فرد کوشش کرے کہ ۲۵ ستمبر تک اس کا چندہ تحریک جدید مرکز میں پہونچ جائے تا دُعا کے لئے اس کا نام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو سکے

فنانشل سیکرٹری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو آج اسہال کی شکائت رہی۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو آج پھر بخار ہو گیا۔ صحت کے لئے دُعا کی جائے ؛

آج تلونڈی جھنگلاں کے احمدی دوست جلوس کی صورت میں تبلیغی اشعار پڑھتے ہوئے قادیان آئے اور پچھلے پہر واپس چلے گئے۔ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔

مولوی ابو العطاء صاحب ۱۴ اگست سے قرآن مجید کا جو درس دے رہے ہیں وہ ۱۴ ستمبر کو ختم ہوگا۔ یہ درس ۱۹۳۶ء سے ہر سال ایک ماہ ہوتا رہا ہے۔ اس دفعہ قرآن کریم ختم ہوگا۔ اور ۱۴ ستمبر کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ آخری دو سورتوں کا درس دیں گے۔ اور دُعا فرمائیں گے ؛

قادیان کو ہمارے مذہبی مرکز کی حیثیت میں حکومت تسلیم نہ کرے گی۔ آخر کونسا عقلمند پنجاب کے ذمہ وار حکام کو دیانتدار سمجھ سکتا ہے۔ اور اگر وہ پولینڈ کی مدد کے لئے تو پنجابیوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے دھواں دھار تقریریں کریں۔ اور کمزوروں اور بے کسوں کی امداد کے نعرے لگائیں۔ لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے

برطانوی رعایا کے بہترین وفادار طبقہ پر ظلم

ڈھایا جائے۔ اور وہ خاموش رہیں اور جب ان ظلموں کو ثابت کر دیا جائے تو وہ اپنے ماتحتوں کے افعال کے لئے ہزاروں غلط تاویلات تلاش کرنے میں لگ جائیں۔ یہ دونوں باتیں ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اور میں ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ ایسے حکام بادشاہ معظم کے خیر خواہ ہیں۔ میرے نزدیک وہ بادشاہ معظم کے خیر خواہ نہیں۔ بلکہ جاہ طلب حکام ہیں جن کی وفاداری کی کوششیں صرف خطابات کے حصول یا عہدوں کی زیادتی کی غرض سے ہیں۔ وہ ہم سے ہی بددیانتی کا معاملہ نہیں کر رہے۔ بلکہ ملک معظم اور برطانوی حکومت سے بھی ان کا معاملہ منافقانہ ہے۔ اور خواہ وہ انگریز ہوں یا ہندوستانی وہ اپنی قوم ہی کے لئے نہیں انسانیت کے لئے بھی موجب عار اور ننگ ہیں اور برطانوی حکومت کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کے عنصر کو جس قدر جلد ہو سکے ذلیل اور رسوا کر کے الگ کر دیا جائے۔

مگر ان سب جذبات کے باوجود میں اس تعلیم کے دینے پر مجبور ہوں۔ جو میں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کی تھی۔ اور میں اس پر بھی مجبور ہوں۔ کہ جو نوجوان اس سے اختلاف کا اظہار کریں انہیں غلطی پر قرار دوں۔ اور سلسلہ کی تعلیم کو نظر انداز کرنے والا قرار دوں میرے نزدیک ہر اہم قدم جو انسان اٹھاتا ہے۔ اس سے پہلے اسے اپنے مختلف مصالح اور اپنے

مختلف جذبات کے درمیان ایک فیصلہ

کرنا پڑتا ہے جو اسے مختلف فیصلوں کی طرف کھینچ رہی ہوتی ہیں۔ عقلمند انسان ایسے مواقع پر اس مصلحت کے مطابق جو سب سے اہم ہو۔ اور ان جذبات کے مطابق جو سب سے مقدس ہوں فیصلہ کرتا ہے۔ اور دوسری مصلحتوں اور دوسرے جذبات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ کبھی دین اور دُنیا کا مقابلہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اگر دیندار ہو دینی مصالح کو دنیوی مصالح پر مقدم کر لیتا ہے۔ کبھی تمدن اور شخصی حقوق کا مقابلہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ تمدن کے مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اپنے شخصی حقوق کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ کبھی تہذیب اور وحشت کا مقابلہ ہو جاتا ہے تو وہ تہذیب کے مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اپنے وحشیانہ جذبات کو قربان کر دیتا ہے۔ میں نے گزشتہ دو جلسوں پر تمدن کے متعلق اپنی تقریروں میں ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ

تمدن کے معنی

بعض جگہ اپنے حقوق کو نظر انداز کر دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ ایک شخص کا گھر سینکڑوں سال سے چلا آتا ہے۔ اس کے آباؤ اجداد کے تعلقات اس سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اور اس مکان کے ایک ایک کونہ سے اُسے محبت ہوتی ہے۔ کسی کونہ کی طرف وہ آنکھ اٹھاتا ہے تو کہتا ہے یہاں میرے دادا جان کی چارپائی ہوا کرتی تھی۔ دوسرے کونہ کی طرف دیکھتا ہے۔ تو کہتا ہے یہاں میری دادی جان کی چارپائی ہوا کرتی تھی تیسرے کونہ کی طرف دیکھتا ہے تو کہتا ہے۔ یہاں میرے والد صاحب کی چارپائی ہوا کرتی تھی۔ اور چوتھے کونہ کی طرف دیکھتا ہے تو کہتا ہے یہاں میری اماں جان کی چارپائی ہوا کرتی تھی۔ لیکن کبھی وہ مکان سڑک کے مقابل آ جاتا ہے اور گورنمنٹ کو وہ مکان جبراً اٹھا دینا پڑتا ہے۔ ایسے وقت میں شخصی جذبات کے ماتحت شائد اسے یہ خیال بھی آ جائے کہ میں اس موقعہ پر قربان ہو جاؤں۔ مگر اپنے باپ دادوں کی نشانی مٹنے نہ دوں۔ لیکن ایک متمدن انسان ہونے کی حیثیت سے وہ کہے گا۔ کہ بے شک یہ ایک تلخ گھونٹ ہے۔ جو مجھے پینا پڑے گا۔ لیکن اگر میرے شہر یا میرے ملک کا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ میں اپنے مکان کو قربان کر دوں تو بہرحال چونکہ جس چیز کو قربان کرنا ہے۔ وہ چھوٹی ہے۔ اور جس کے لئے قربانی کرنی ہے وہ بڑی ہے اس لئے آؤ میں اسے

اپنے ملک یا اپنے شہر کے فائدہ کے لئے

قربان کر دوں۔ بعض نوجوان جب عام جنگ کا اعلان سنتے ہیں۔ تو اس سے ایک دو دن پہلے ہی وہ شادیاں کر کے بیویوں کو گھر پر لائے ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ اپنی قوم کی خاطر جنگ پر چلے ہی جاتے ہیں۔ ان کے شخصی جذبات انہیں بالکل اور طرف لے جا رہے ہوتے ہیں۔ مگر ان کے ملی اور قومی جذبات انہیں اور طرف لے جا رہے ہوتے ہیں۔ ان کے شخصی جذبات انہیں کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنا گھر کیوں برباد کریں۔ مگر ان کے ملی جذبات انہیں کہتے ہیں کہ

قوم کی ضرورت ہماری ضرورت سے بالا ہے

اگر ہم جنگ پر جاتے ہیں تو شائد چند ایک عورتیں بیوہ ہو جائیں گی لیکن اگر ہم نہیں جاتے۔ اور ہمیں دیکھتے ہوئے اور آدمی بھی اپنے گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں۔ تو ایک نہیں سارے ملک کی عورتیں بیوہ ہوں گی پس وہ شخصی مطالبات کو قربان کر دیتے ہیں اور قومی مطالبات کو پورا کر دیتے ہیں

اسی طرح بعض مواقع پر ایک طرف قومی جذبات ہوتے ہیں۔ تو دوسری طرف اخلاقی فرض اور سچ کا مطالبہ اس حالت میں ہر متمدن انسان کا یہ کام ہوتا ہے۔ کہ وُہ بجائے قومی جذبات کی اقتدار کرنے کے

سچ اور اخلاق کے مطالبات

کو پورا کرے۔ مثلاً اسلامی تعلیم کے ماتحت ہم کسی حکومت کے ماتحت رہتے ہوئے اس سے بغاوت نہیں کرسکتے۔ اب خواہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ کہ ہماری قوم پرظلم ہو رہا ہے۔ جماعت پرظلم ہو رہا ہے۔ لیکن قرآن یہی کہے گا۔ کہ نہیں۔ تم نے بغاوت نہیں کرنی۔ ہاں جب بات حد سے گزر جائے۔ اور پانی سر سے گزر جانے والا معاملہ ہوجائے۔ تو پھر تم اس ملک کو چھوڑ دو۔ مگر بغاوت پھر بھی نہ کرو۔ اُس وقت یہ تو نہیں ہوتا۔ کہ مومن ڈر کی وجہ سے خاموش ہوتا ہے۔ مومن کو اپنی جان کی پروا نہیں ہوتی۔ اگر خدا اُسے اجازت دے تو وُہ اکیلا تمام دُنیا کے مقابلہ میں لڑ کر مرجانے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کی طرف سے جو فرض اس پر عاید کیا گیا ہے۔ وُہ چونکہ اسے اپنے جذبات کے دبانے کا حکم دیتا ہے۔ وُہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ اور بغاوت یا فساد کے طریق کو اختیار نہیں کرتا۔ اور یہ کام اس کا بُزدلی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ

اعلےٰ ذمہ واری

کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

دُنیا نے آجتک معمولی ایمان والوں کو بھی کفار کے مقابلہ میں ڈرتے نہیں دیکھا۔ کجا یہ کہ وُہ لوگ ڈریں۔ جن کے ایمان مضبوط ہوں۔ اور جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے انوار کو اپنی آنکھوں سے آسمان سے اُترتے دیکھا ہو۔ صحابہ رضؓ کی قربانیاں تو الگ رہیں۔ تنزل کے زمانہ میں ان مسلمانوں کو جو قربانیاں کرنی پڑیں جن کے ایمان صحابہ رضؓ کی طرح مضبوط نہیں تھے۔ وُہ بھی ایسی شاندار ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

سپین میں مسلمانوں کا جو حشر ہوا وُہ

مسلمانوں کی تاریخ میں

ایک تاریک ترین لمحہ

تھا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کوئی مسلمان جس کے دل میں ایک ذرہ بھر بھی ایمان ہو۔ وُہ سپین کے مسلمانوں کی اُس آخری جنگ کے حالات پڑھ کر جو انہیں عیسائیوں سے لڑنی پڑی۔ بغیر اس کے نہیں رہ سکتا کہ اس کا دِل خون ہوجائے۔ اور اس کی آنکھیں پُرنم۔ وُہ کبھی ٹھنڈے دل سے ان واقعات کو نہیں پڑھ سکتا۔ وُہ کبھی خشک آنکھوں سے ان واقعات کو نہیں پڑھ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی درد رکھنے والا مسلمان ساکن جسم سے ان واقعات کو نہیں پڑھ سکتا۔ ایک ذرّہ بھر ایمان رکھنے والا مسلمان بھی جب ان واقعات کو پڑھتا ہے۔ اس کا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ اُس کے آنسو رواں ہوجاتے ہیں۔ اور اس کا جسم کانپنے لگ جاتا ہے

اسلام کی فوقیت کا جھنڈا

لہرانے والا وُہ ملک جس نے یورپ پر سینکڑوں سال تک حکومت کی۔ اور جس نے اسلام کی برتری اور فوقیت کو نہایت مضبوطی سے قائم رکھا۔ اس میں سے جب مسلمان نکلنے پر مجبور ہوئے۔ تو انہیں حکم دے دیا گیا۔ کہ وُہ اپنا بوریا بستر باندھ لیں۔ اور چند ہفتوں کے اندر اپنے ملک کو خیرباد کہہ دیں۔ ورنہ ان سب کو قتل کر دیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وُہ ملک جس نے اسلام کی شان وشوکت کو اس طرح قائم رکھا کہ شائد بغداد کی اسلامی حکومت بھی اُس طرح اسلامی شان وشوکت کو قائم نہیں رکھ سکی۔ آج وہاں اسلام کا نام ونشان بھی نہیں۔ سوائے ان چند عمارتوں کے جو

مسلمانوں کے عہدِ ماضی کی یادگار

کے طور پر اب تک وہاں موجود ہیں۔

غرض اُس آخری لمحہ میں جب ہسپانوی اسلامی حکومت کا صرف آخری شہر باقی تھا۔ اور دُشمن نے اس کا چاروں طرف سے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اور عیسائی بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کو آخری نوٹس دے دیا تھا۔ کہ یا تو ہم اس شہر کو فتح کرکے تم سب کو قتل کر دیں گے۔ یا پھر آخری موقع ہم تمہیں یہ دیتے ہیں۔ کہ تم اپنا بوریا بستر باندھ کر یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم تمہیں جانے کی اجازت دے دیں گے۔ اور تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے دو تین جہاز بھی مقرر کر دیئے۔ اور کہدیا۔ کہ جتنا سامان ان جہازوں پر آسکے۔ اُتنا سامان لاد لیا جائے۔ اور باقی سب شہر میں ہی رہنے دیا جائے۔

مسلمانوں کی مجلس

اس الٹی میٹم پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئی۔ اور مشورہ ہونے لگا۔ کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے۔ کہ اگر وُہ ایمانی جُرأت سے کام لیتے۔ اور عیسائی لشکر سے لڑائی کے لئے تیار ہوجاتے۔ تو شائد وُہ کامیاب ہی ہوجاتے۔ کیونکہ وُہ اتنے کمزور نہیں تھے۔ کہ عیسائی لشکر کا مقابلہ نہ کرسکتے۔ مگر چونکہ سب کے دلوں پر یہ رُعب تھا۔ کہ اسلامی حکومت کے ہاتھ سے ایک ایک کرکے تمام شہر نکل گئے ہیں۔ اور اب صرف یہی ایک شہر باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے انہوں نے سمجھا۔ کہ اب ہمارا مقابلہ کرنا فضول ہے۔ چنانچہ ایک کے بعد دوسرے۔ اور دُوسرے کے بعد تیسرے رئیس کے سامنے یہ سوال پیش ہوا۔ اور ہر ایک نے پُرنم آنکھوں سے کہا۔ کہ جواب تو ظاہر ہی ہے۔ ہم میں اب مقابلہ کی کوئی طاقت نہیں۔ جس وقت بڑے بڑے رؤسا، اور لیڈر یہ جواب دے رہے تھے۔

ایک نوجوان فوجی افسر

کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ میرے نزدیک اسلامی غیرت ہمیں یہ جواب دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ میرے نزدیک ہمیں عیسائیوں کا اپنی پوری قوت سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اگر ہم ہارے گئے۔ تو شہید ہوں گے۔ اور اگر جیت گئے۔ تو دُنیا میں عزت کی زندگی بسر کرسکیں گے۔ اُس کے اس جواب کو تمام درباریوں نے تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔ اور کہا۔ تم یہ کیا کہتے ہو۔ کیا ہمارے دلوں میں جوش نہیں۔ کیا ہمارے قلوب میں ایمان نہیں؟ جوش اور ایمان ہمارے دلوں میں بھی ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں۔ کہ ہم میں اب لڑنے کی طاقت نہیں۔ جب تمام درباریوں۔ اور تمام چھوٹوں۔ اور بڑوں نے یہ جواب دیا۔ تو اُس اکیلے نوجوان نے جبکہ عیسائیوں کی ایک لاکھ فوج شہر کا محاصرہ کئے پڑی تھی۔ تلوار اپنی میان سے نکال لی۔ اور یہ کہتے ہوئے مجلس سے نکل گیا۔ کہ اگر آپ لوگ اس ذِلّت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو آپ کی مرضی ہے۔ لیکن میری اسلامی غیرت تو اس کی اجازت نہیں دیتی اور وُہ وہاں سے

سیدھا عیسائی لشکر کی طرف

گیا۔ اور اکیلے ہی دُشمن کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور لڑتے لڑتے مارا گیا۔ مگر تم سمجھتے ہو۔ کہ جو کچھ مارا گیا۔ وُہ اس کا جسم تھا۔ اس کی رُوح نہیں ماری گئی۔ اس کی رُوح اب تک ہمارے دلوں اور ہمارے دماغوں میں زندہ ہے۔ آج بھی کوئی مسلمان جب تاریخ کے اندھیرے کونے سے اس واقعہ کو نکالے گا۔ اس کے دل سے

اس نوجوان کے لئے بے اختیار دُعا

نکلے گی۔ اور وُہ کہے گا۔ یہ آخری مسلمان تھا۔ جو سپین میں موجود تھا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے اسلام کو حیاتِ تازہ بخشی۔ اس نشأۃ ثانیہ میں ایسے لوگوں کی رُوحیں پھر ظاہر ہوں گی۔

پھر ہسپانیہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے آئے گا

اور اس دفعہ اس طرح آئے گا۔ کہ پھر نہیں نکل سکے گا۔

غرض مومن ڈرپوک نہیں ہوا کرتا۔ مومن بُزدل نہیں ہوا کرتا۔ ہم نے اگر پچھلے مظالم برداشت کئے۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ ہمیں جانیں دینی نہیں آتی تھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر خدا کا قانون ہمیں اجازت دیتا تو ہم قادیان اور اس کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں خوشی سے دے دیتے۔ اور کبھی ان

غدار حکام کے مظالم

برداشت نہ کرتے۔ جو ہمارے ہی نہیں حکومت کے بھی مجرم تھے۔ مگر خدا کا یہی حکم تھا کہ ہم خاموش رہیں۔ پس ہم خاموش رہے۔ اس نے ہمیں کہا۔ کہ جو قانون میں نے تمہارے لئے بنایا ہوا ہے۔ اس کی پابندی کرو۔ اور ہم نے اس کی پابندی کی۔ پس ایک موقعہ ایسا بھی آتا ہے۔ جب قومی غیرت بھی یہی کہتی ہے۔ کہ قربان ہو جاؤ مگر خدا کہتا ہے نہیں تم خاموش رہو۔

کیا ہی عجیب نظارہ ہمیں نظر آتا ہے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلح حدیبیہ کی مجلس میں

تشریف رکھتے تھے۔ اور کفار صلح کے لئے شرائط پیش کر رہے تھے۔ صحابہ اپنے دلوں میں ایک آگ لئے بیٹھے تھے۔ اور ان کے سینے ان مظالم کی تپش سے جل رہے تھے۔ جو کفار کی طرف سے بیس سال سے ان پر کئے جا رہے تھے ان کی تلواریں میانوں سے باہر نکلی پڑتی تھیں۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ کسی طرح موقعہ آئے تو ان مظالم کا جو انہوں نے اسلام پر کئے ہیں بدلہ لیا جائے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی باتیں سنیں۔ اور جب یہ تجویز ان کی طرف سے پیش ہوئی۔ کہ آؤ ہم آپس صلح کر لیں۔ تو آپ نے فرمایا بہت اچھا ہم صلح کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شرط یہ ہے۔ کہ اس سال تم عمرہ نہیں کر سکتے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا اس سال ہم عمرہ نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ دوسرے سال جب آپ عمرہ کے لئے آئیں تو یہ شرط ہوگی کہ آپ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا مجھے یہ شرط بھی منظور ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو مسلح ہو کر مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا ہم مسلح ہو کر مکہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ صلح کا معاہدہ طے ہو رہا تھا۔ اور صحابہ کے دل اندر ہی اندر جوش سے ابل رہے تھے۔ وہ غصہ سے تلملا رہے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو صلح نامہ لکھنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ انہوں نے

جب یہ معاہدہ لکھنا شروع کیا

تو انہوں نے لکھا۔ کہ یہ معاہدہ ایک طرف تو محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہے اور دوسری طرف مکہ کے فلاں فلاں رئیس اور مکہ والوں کی طرف سے ہے۔ اس پر کفار بھڑک اٹھے اور انہوں نے کہا ہم ان الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ ہم محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ اگر مانتے تو ان سے لڑائی کس بات پر ہوتی۔ ہم تو ان سے محمد بن عبد اللہ کی حیثیت سے معاہدہ کر رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ کی حیثیت سے معاہدہ نہیں کر رہے۔ پس یہ الفاظ اس معاہدہ میں نہیں لکھے جائیں گے۔ اس وقت صحابہ کے جوش کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور وہ غصہ سے کانپنے لگ گئے۔ انہوں نے سمجھا اب خدا نے ایک موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بات نہیں مانیں گے اور ہمیں ان سے لڑائی کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقعہ مل جائیگا مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں۔

معاہدہ میں سے رسول اللہ کا لفظ کاٹ دینا چاہیئے

علی۔ اس لفظ کو مٹا دو۔ مگر حضرت علیؓ ایسے انسان جو فرمانبرداری اور اطاعت کا نہایت ہی اعلےٰ درجہ کا نمونہ تھے ان کا دل بھی کانپنے لگ گیا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ لفظ مجھ سے نہیں مٹایا جاتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لاؤ مجھے کاغذ دو۔ اور کاغذ لے کر جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا تھا اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نظارہ صحابہ کے لئے کتنا صبر آزما تھا مگر انہوں نے اس تکلیف کو برداشت کیا۔ انہوں نے اپنے جذبات کو قربان کیا۔ اور اس طرح ثابت کر دیا کہ

ایک مسلمان کی زندگی

ہر رنگ میں اپنے خدا کے لئے ہوتی ہے۔ ہم قرآن میں بار بار خدا تعالےٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مکالمہ پڑھتے ہیں مگر غفلت کی حالت میں اس آیت پر سے گزر جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس سوال کو کتنی اہمیت دی ہے۔ جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا۔ اور جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے۔ کہ اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمين یعنی خدا نے ابراہیم سے کہا اسلم اور اس نے کہا اسلمت لرب العلمین یہاں اسلم کے معنی مسلمان ہوتے کے نہیں۔ ورنہ اس کا مفہوم یہ بنیگا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی پہلے ہوئے اور مسلمان بعد میں۔ حالانکہ عام حالات میں اسلام بہت معمولی چیز ہے۔ اور اس کے آگے انسانی ترقی کے لئے بہت سے مدارج ہیں پہلے انسان صالح بنتا ہے پھر شہید بنتا ہے پھر صدیق بنتا ہے۔ پھر نبی بنتا ہے۔ اور پھر ان صلحاء شہدا اور صدیقین کے ہزاروں درجے ہیں۔ صالحین بھی ہزاروں درجے کے ہیں۔ اور شہداء بھی ہزاروں درجے کے ہیں۔ اور صدیق بھی ہزاروں درجے کے ہیں۔ اور نبی بھی ہزاروں درجے کے ہیں۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف نبی نہیں بلکہ ابو الانبیاء ہو جاتے ہیں۔ اور خدا انہیں کہتا ہے اسلم اور ابراہیم کہتا ہے اسلمت لرب العالمین۔

پس اس جگہ اسلم سے مراد مسلمان ہونا نہیں بلکہ اسلم سے مراد کامل فرمانبردار ہونا ہے۔ گویا خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے ابراہیم تو ہمارا کامل فرمانبردار ہو جا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدایا میں ہو گیا یہ اسلمو والا مقام وہی ہے۔ جب نفس کے اندر جو جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے لئے قربان ہو جاتے ہیں۔ اس کے اندر سے کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ سب آوازوں کا اٹھنا بند ہو جاتا ہے اور انسان اپنے رب کا کامل فرمانبردار ہو جاتا ہے۔

یہ مقام کوئی معمولی مقام نہیں ہے یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کے اندر ایک شیطان ہوتا ہے اور میرے اندر بھی وہ شیطان ہے مگر میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے تو

اسلمت لرب العلمین کے معنی

درحقیقت یہی ہیں کہ میرے اندر کا شیطان مسلمان ہو گیا ہے۔ اور وہ روح بھی نکل گئی ہے۔ جو کبھی تکلیف کے وقت میں کبھی مصائب کے وقت میں اور کبھی غیرت کے مواقع پر احتجاج کرنا چاہتی ہے۔ اور خدائی احکام کے خلاف ایک مخفی احتجاج کرتی ہے۔ وہ احتجاج کی روح بھی مٹ گئی ہے۔ اور اب وہ کامل مسلمان ہو گئی ہے۔ یہی وہ روح ہے جس کے متعلق ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم کو بہت حکم دیئے۔ مگر میں نے تم میں سے مخلص ترین لوگوں کے اندر بھی بعض دفعہ احتجاج کی روح دیکھی۔ مگر ابوبکرؓ کے اندر میں نے یہ روح کبھی نہیں دیکھی۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا انسان بھی گھبرا گیا۔ اور وہ اسی گھبراہٹ کی حالت میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کی خدمت میں گئے۔ اور کہا کہ کیا ہمارے ساتھ خدا کا یہ وعدہ نہیں تھا۔

کہ ہم عُمرہ کریں گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ خدا کا وعدہ تھا۔ انہوں نے کہا۔ کیا خدا کا ہمارے ساتھ یہ وعدہ نہیں تھا۔ کہ وُہ ہماری تائید اور نصرت کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں تھا۔ انہوں نے کہا۔ تو پھر کیا۔ ہم نے عمرہ کیا؟ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا۔ عمرؓ! خدا نے کب کہا تھا۔ کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کیا ہم کو فتح و نصرت حاصل ہوئی؟ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا۔ خدا اور اس کا رسُول فتح و نصرت کے معنے ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ مگر حضرت عمر رضؓ کی اس جواب سے تسلّی نہ ہُوئی۔ اور وُہ اسی گھبراہٹ کی حالت میں

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

پہونچے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسُول اللہ صلعم! کیا خدا کا ہم سے یہ وعدہ نہ تھا۔ کہ ہم مکہ میں طواف کرتے ہُوئے داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کیا ہم خدا کی جماعت نہیں؟ اور کیا خدا کا ہمارے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ نہیں تھا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ تھا۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ تو یا رسُول اللہ صلعم کیا ہم نے عُمرہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا۔ خدا نے کب کہا تھا۔ کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے۔ یہ تو میرا خیال تھا۔ کہ اس سال عمرہ ہو گا۔ خدا نے تو کوئی تعیین نہیں کی تھی۔ انہوں نے کہا۔ تو پھر فتح و نصرت کے وعدے کے کیا معنے ہُوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نُصرت خدا کی ضرور آئے گی۔ اور جو وعدہ اُس نے کیا ہے۔ وُہ بہر حال پُورا ہو گا۔ گویا جو جواب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیا تھا۔ وُہی جواب رسُول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیا۔

تو اگر حرمت

غیرت کا سوال

ہو۔ تو جس طرح اس معاملہ میں دوسروں کو غیرت ہے۔ اسی طرح مجھ کو بھی غیرت ہے بلکہ مجھے چونکہ وُہ تمام شرارتیں معلوم ہیں جو حکام ہمارے سلسلہ کے خلاف کیا کرتے تھے۔ اس لئے میرے دل میں دوسروں کی نسبت زیادہ غیرت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن

خدا تعالےٰ کا قانون

ان ساری چیزوں سے بالا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی مشیت ان ساری چیزوں سے بالا ہے۔ بسا اوقات ایک چیز بُری نظر آتی ہے۔ مگر اپنے نتائج کے لحاظ سے اچھی ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات انسان قانون کی پابندی کو اپنے لئے تکلیف دہ سمجھتا ہے۔ مگر کامیابی کے لئے اس کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم

ہے۔ کہ تم جس حکومت میں رہو۔ اس کی بغاوت نہ کرو۔ اور نہ کبھی اسے نقصان پہونچانے کی کوشش کرو۔ بظاہر پچھلے کانگرس کے جھگڑوں کو دیکھتے ہُوئے اس اصل کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ کسی ایک وقت خواہ اس اصل پر کاربند ہونا دوبھر معلوم ہوتا ہو۔ دُنیا کی تاریخ پر مجمُوعی طور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا۔ کہ یہی اصل دُنیا میں امن کے قیام کا ذریعہ ہے۔ پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص یا چند اشخاص سے کوئی تکلیف پہونچتی ہے مگر خدا تعالےٰ نے اس قوم کے اندر جس کے بعض افراد کے ذریعہ تکلیف پہونچی ہوتی ہے۔ کوئی بھلائی پوشیدہ رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اب ہمارا نفس تو یہ کہتا ہے۔ کہ ہمیں ساری قوم سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہیئے۔ مگر خدا جو عالم الغیب ہے۔ وُہ جانتا ہے۔ کہ انجام کے لحاظ سے کونسی بات مفید ہو سکتی ہے۔ یہ

اللہ تعالےٰ کا فضل

ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انگریزی حکومت میں پیدا کیا۔ مگر بہر حال اللہ تعالےٰ کا یہ فعل بتاتا ہے کہ اسی حکومت کے ماتحت رہتے۔ اور اس کے قوانین سے فائدہ اٹھاتے ہُوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ترقی کرے گی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور موقعہ پر بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے۔ جب انگریزوں اور روسیوں کی جنگ ہو گی۔ آپ فرماتے ہیں۔ یہ خطرناک جنگ جو ہونے والی ہے اس وقت نہ معلوم ہم زندہ ہوں۔ یا نہ ہوں۔ اس لئے ہم دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس گورنمنٹ کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور اس کے دُشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ تاکہ اس حکومت نے جو مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے اس کا بدلہ ہو۔

بعید نہیں۔ کہ اس

پیشگوئی اور دُعا کا تعلق

موجُودہ جنگ سے ہی ہو۔ کیونکہ اسی جنگ میں انگریزوں اور روسیوں کی لڑائی کا خطرہ ہے۔ پچھلی جنگ میں رُوسی شروع سے انگریزوں کے ساتھ تھے۔ مگر اس جنگ میں ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ امکان ہے۔

روس۔ اور برطانیہ کی جنگ

چھڑ جائے۔ اور اگر ایسا ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دُعا کے ماتحت مجھے یقین ہے۔ کہ فتح انگریزوں کو ہی ہو گی۔ آج مجھے اُن کی فتح کا اتنا یقین نہیں۔ جتنا یقین مجھے اس وقت ہو گا۔ اگر اس جنگ میں روسی انگریزوں کے خلاف شامل ہو گئے۔ کیونکہ اس صورت میں اس دُعا کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہُوں۔ کہ

غلبہ انگریزوں کو ہی ہو گا۔

گو دُنیوی لحاظ سے جب دُشمن زیادہ ہو جاتے ہیں۔ تو فتح کا امکان کم ہو جاتا ہے مگر جہاں اللہ تعالےٰ کا قانون شامل ہو جائے۔ وہاں فیصلہ طاقت کے مطابق نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کے فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے۔

پس اگر روسی اس جنگ میں جرمنی کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ تو مجھے اسی دن سے یہ یقین ہو جائے گا۔ کہ بالآخر انگریزوں کو ہی فتح ہو گی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی فتح کے متعلق دُعا کر چکے ہیں۔

پس دوستوں کو ایک بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہُوں۔ کہ

سلسلہ کے مٹانے کے لئے

بے شک حکومت کے بعض نمائندوں نے بہُت کچھ زور لگایا۔ بلکہ اب تک زور لگا رہے ہیں۔ اور پنجاب گورنمنٹ بھی بعض مواقع پر درمیان میں کود رہی ہے اور اس وقت بھی ہمارے لئے امن نہیں اور اب بھی ہمارے مقدس مذہبی مقامات چھیننے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہم وُہ حکم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جو خدا اور اس کے رسُول کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے۔ اور نہ ہم وُہ پیشگوئیاں نظر انداز کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں آئندہ کا راستہ بتایا ہُوا ہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا۔ جب

ہمیں انگریزی قوم کے ایک حصہ سے لڑنا پڑے گا

مگر ہماری لڑائی مادی ہتھیاروں سے نہیں ہو گی۔ بلکہ ویسی ہی ہو گی۔ جیسے آج کل احرار سے ہماری جنگ ہے۔ کیونکہ اُس وقت انگریزی قوم کے ایک حصہ کو جب یہ محسوس ہو گا۔ کہ انگریز احمدیت میں داخل ہونے جا رہے ہیں۔ تو وُہ ہم سے فساد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور ہمارا فرض ہو گا۔ کہ ہم ان کا مقابلہ کریں۔ مگر وُہ زمانہ ابھی دُور ہے۔ موجُودہ زمانہ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں۔ اُن سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ

ہمیں انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا

اور ان کے قوانین احمدیت کی ترقی کے لئے ممد ہوں گے۔ اور جہاں جہاں ان کی حکومت ہو گی۔ وہاں احمدیت کی تبلیغ کے لئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے راستہ کھل جائے گا۔ اور اس کا عملی ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے۔ کہ ہندوستان سے باہر جن ممالک میں انگریزوں کی حکومت نہیں۔ وہاں ہم نے جب تبلیغ کی۔ تو ہمارے راستہ میں روکیں حائل کرنے کی کوشش کی گئی۔

بے شک بعض اور ممالک بھی ہیں۔ جہاں ہمیں تبلیغ میں آسانی ہے۔ مگر وُہ بہت کم ہیں۔ اکثر ایسے ہی ہیں۔ جہاں تبلیغ میں روکیں ڈالی جاتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی صورت میں انگریزوں کے ساتھ تعاون نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جہاں ہماری تبلیغ کے راستے کھلے ہیں۔ وہاں بھی احمدیت کی ترقی رک جائے۔ اب ایک طرف ہماری غیرتیں ہوں اور دوسری طرف یہ نتیجہ۔ تو کونسا احمدی یہ برداشت کرے گا۔ کہ تبلیغ تو بیشک بند کر دی جائے۔ مگر اس کی غیرت کو کوئی صدمہ نہ پہونچے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تبلیغ اگر بند ہوتی ہے تو ہو جائے۔ میری غیرت کا تقاضا پورا ہونا چاہیئے۔ تو مجھے تو اس کے متعلق یہی شبہ پڑ جائیگا کہ

وہ احمدی نہیں ہے بلکہ احمدیت کا دشمن ہے

بہرحال ہم اس وقت خون کا گھونٹ پئیں گے۔ اپنے نفسوں پر جبر کرینگے اور جس امر میں خدا کی بڑائی ہے اسے قبول کر لیں گے۔ اور کہیں گے جہاں ہم نے اسلام اور احمدیت کے لئے اور قربانیاں کیں۔ وہاں ہم نے اپنے جذباتِ غیرت کو بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے قربان کر دیا۔ یہ قربانی معمولی قربانی نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھنے والی ہے۔ کیونکہ

جذباتِ غیرت کو قربان کرنا

معمولی بات نہیں ہوتی۔ پس میں جماعت کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو سمجھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو سمجھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق عمل کو سمجھے جب تک لوکل حکام کا سوال تھا۔ اس وقت تک معاملہ بالکل اور حیثیت رکھتا تھا۔ مگر اب معاملہ بالکل اور حیثیت رکھتا ہے۔ جب تک

لوکل حکام کے ساتھ ہمارا جھگڑا

تھا۔ اس وقت تک ہمارے جھگڑے کی ایسی ہی نوعیت تھی جیسے زید یا بکر کے ساتھ جھگڑا ہو جائے۔ چنانچہ دیکھ لو میں خود بھی اس وقت کئی رنگ میں ان کا مقابلہ کرتا رہا۔ کیونکہ زید یا بکر سے جھگڑا ہماری تبلیغ کے راستہ میں روک نہیں اگر کوئی بے دین اور شریر افسر حکومت سے تنخواہ لے کر ایک وفادار جماعت کو دق کرنا شروع کر دے۔ تو اگر ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہم اپنی تبلیغ کے راستہ کو بند نہیں کرتے۔ بلکہ ایک شریر کو سیدھا کرتے ہیں۔ مگر اب معاملہ ایک دو شریر افسروں تک محدود نہیں بلکہ اس وقت

حکومتِ برطانیہ اپنے سارے مجموعۂ نظام سمیت خطرہ میں

ہے۔ اور بالکل ممکن ہے اگر اس طرف سے کمزوری دکھائی جائے تو حکومت انگریزی کو شکست ہو جائے۔ اور اس کے علاقے کسی دوسری حکومت کے ماتحت چلے جائیں۔ اور اس طرح مذہبی آزادی جاتی رہے۔ اور ہماری تبلیغ رک جائے پس اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے اور وہ راہ اختیار نہیں کرنی چاہیئے جو نادانی اور ہلاکت کی ہے کئی نادان نوجوان ہیں جو مجھے کہتے رہتے ہیں۔ کہ آپ احرار کے فتنہ کے وقت تو یہ کہتے تھے۔ اور اب یہ کہتے ہیں۔ وہ نادان یہ نہیں جانتے۔ کہ اس وقت صرف مقامی حکام کا معاملہ تھا۔ مگر اب تمام برٹش ایمپائر کا معاملہ ہے۔ اور دنیا میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی چھوٹی چیز کے مقابلہ میں بڑی چیز آجائے تو ہمیشہ

چھوٹی چیز کو قربان کر دیا جاتا ہے

اور بڑی چیز کو بچا لیا جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک بچہ شمع کو انگلی لگا رہا ہو۔ تو ہم اسے ڈانٹیں گے۔ اور کہیں گے انگلی جل جائے گی۔ اس کی حفاظت کرو۔ مگر کسی دوسرے موقعہ پر جب ہمارے کسی عزیز کو خدانخواستہ کینسر ہو جائے تو ہم کہنی تک اس کا ہاتھ کٹوا دینگے اب اگر کوئی کہے کہ اس وقت تو آپ شمع کو انگلی بھی نہیں لگانے دیتے تھے۔ اور آج کہہ رہے ہیں کہ فلاں شخص کہنی تک اپنا ہاتھ کٹوا دے تو وہ احمق ہی ہوگا۔ کیونکہ ہم نے پہلی بات اس وقت کہی تھی جب شمع کے مقابلہ میں انگلی تھی۔ اور دوسری بات اس وقت کہی ہے جب ہاتھ کے مقابلہ میں جان ہے۔ پہلی حالت میں یہ ضروری تھا۔ کہ انگلی کی حفاظت کی جاتی۔ اور دوسری حالت میں یہی ضروری تھا۔ کہ ہاتھ کو کہنی تک کٹوا دیا جاتا۔ اسی طرح اگر اس وقت جنگ جاتی رہے اور وہی

امن کی صورت

ہو جائے جو پہلے تھی۔ اور پھر ہمیں بدمعاش اور شریر حکام دق کریں۔ تو پھر میں وہی بات کہوں گا جو میں نے پہلے کہی تھی۔ اور اگر پھر دوبارہ انگریزی حکومت خطرہ میں پڑ جائے۔ تو میں پھر وہی بات کہوں گا جو اب کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں معاملہ کی نوعیت بالکل اور ہو جاتی ہے۔ اور مومن کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ سوچ سمجھ کر کام کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ

مومن ہر کام حکمت کے ماتحت کرتا ہے

اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کا ایک نام حکیم بھی آیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس میں بھی یہ بتایا گیا ہے۔ کہ

یعلّمھم الکتاب والحکمۃ

وہ نبی ان کو کتاب اور حکمت سکھائے گا اور چونکہ حالات بدلتے رہتے ہیں اس لئے حکمت کے ماتحت احکام بھی بدلتے رہیں گے۔ جب اسلام اور غیر اسلام کا مقابلہ ہوگا تو اس وقت ہم اسلام کو ترجیح دیں گے۔ جب ہمارے جذباتِ غیرت کا اسلامی احکام سے مقابلہ ہوگا تو اس وقت ہم اسلامی احکام کو ترجیح دیں گے اور جب ہمارے جذبات اور دوسروں کے جذبات کا مقابلہ ہوگا۔ تو اس وقت اگر ہمارے جذبات نیکی پر مبنی ہوں گے تو ہم ان کو ترجیح دیں گے۔ اور اگر دوسروں کے جذبات نیکی پر مبنی دکھائی دیں گے۔ تو دوسروں کے جذبات کو ترجیح دیں گے۔ غرض جس چیز میں

اللہ تعالےٰ کی رضامندی

ہوتی ہے مومن تو وہی امر اختیار کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مومن تو خدا کا بندہ ہوتا ہے۔ اُسے کسی اور سے واسطہ ہی نہیں ہوتا۔ پھر آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب بندوں کے نوکر آقا کے سوا کسی اور کی بات نہیں مانتے تو مومن اپنے خدا کا بندہ ہو کر کسی اور کی بات کس طرح مان سکتا ہے۔ اسی ضمن میں آپ بطور مثال فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک راجہ تھا جس نے ایک دن

بینگن کا بھرتہ

کھا لیا۔ اور وہ اسے بہت ہی مزیدار معلوم ہوا دربار میں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اور باتوں کے دوران میں وہ کہنے لگا۔ بینگن کی طرف پہلے ہمارا کبھی خیال ہی نہیں گیا تھا۔ یہ تو بڑی مزیدار چیز ہے۔ میں نے اس کا بھرتہ کھایا اور مجھے بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ جب راجہ نے یہ بات کہی تو ایک درباری کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا حضور بینگن کا کیا کہنا ہے۔ فلاں طبیب نے اس کے یہ فوائد لکھے ہیں۔ اور فلاں طبیب نے اس کے وہ فوائد لکھے ہیں۔ آخر ہر چیز کے کچھ فائدے ہوتے ہیں اور کچھ نقصان بینگن کے بھی طبیبوں نے بہت سے فائدے لکھے ہیں۔ اور بہت سے نقصان بھی لکھے ہیں۔ اسے چونکہ راجہ کے خیال کی تائید کرنا مقصود تھا۔ اس لئے اس نے صرف خوبیاں گننی شروع کر دیں اور کہا کہ حضور اس میں یہ بھی خوبی ہے۔ اور وہ بھی خوبی ہے۔ پھر کہنے لگا۔ حضور اس کی ظاہری شکل بھی تو ملاحظہ فرمائیں۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی صوفی (صوفیا عموماً سبز عمامہ پہنا کرتے تھے۔ اور جبہ ان کے جسم پر ہوتا تھا۔) گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کر رہا ہو۔ راجہ نے چند دن بینگن کھانے میں خوب افراط سے کام لیا جس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے بواسیر ہو گئی پھر ایک دن جو اس نے دربار کیا۔ تو پھر بینگن کا ذکر چھیڑ دیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ہم نے سمجھا تھا بینگن کوئی اچھی چیز ہے مگر معلوم ہوا کہ وہ بہت بری چیز ہے۔ مجھے تو اس کے کھانے سے بواسیر ہو گئی ہے۔ یہ سنتے ہی وہی درباری اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ حضور بینگن واقعہ میں نہایت بری چیز ہے۔ فلاں طبیب نے اس کے یہ نقصانات لکھے ہیں۔ اور فلاں طبیب نے اس کے وہ نقصانات لکھے ہیں۔ غرض اس نے وہ تمام نقصانات گن دیئے جو اطباء نے اس کے لکھے تھے۔ اور آخر میں کہنے لگا۔ حضور اس کی شکل بھی دیکھیں کیسی منحوس ہے۔ یہ بیل میں لٹکا ہوا بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی چور کا ہاتھ منہ کالا کر کے پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہو۔ کسی نے اسے کہا۔ کہ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ہمارے سامنے تو نے اس کی خوب تعریف کی تھی۔ اور آج تو ہی اس کی مذمت کر رہا ہے۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نوکر نہیں۔ تو انسانوں کی نوکری میں بھی بعض لوگ

اطاعت کو درجہ کمال تک

پہنچا دیتے ہیں۔ حالانکہ انسان بعض دفعہ جھوٹ بھی بول لیتا ہے۔ بعض دفعہ مبالغہ بھی کر لیتا ہے۔ بعض دفعہ دوسرے کو گمراہ بھی کر دیتا ہے۔ مگر وہ خدا جس کی اطاعت میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور جس نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا جو نقصان پہنچانے والا ہو۔ اس کے احکام کی اطاعت کا انسان وہ اہتمام نہیں کرتا۔ جو دنیوی ملازمتوں میں کرتا ہے۔ حالانکہ اصل وجود جس کی اطاعت میں کسی کو دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خدا کا ہی وجود ہے باقی بندے تو جھوٹ بھی بول سکتے ہیں فریب بھی کر سکتے ہیں۔ گمراہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور صداقت سے بھی منحرف کر سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جو نہ جھوٹ بولتی ہے نہ گمراہ کرتی ہے۔ نہ غلطی کھاتی ہے۔ اس لئے خدا کے معاملہ میں اگر کوئی شخص وہی رنگ رکھتا ہے جو اس نوکر نے اپنے آقا کے متعلق رکھا تو وہ ضرور ہدایت پا جاتا ہے۔ تم خود ہی سوچ لو جو شخص یہ کہہ دے کہ جو کچھ قرآن کہے گا۔ وہی میں مانوں گا۔ وہ کس طرح گمراہ ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص تھے وہ تھے تو ان پڑھ مگر انہوں نے دس بارہ حج کئے ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں حج کرنا بہت مشکل تھا۔ کیونکہ بعض علاقوں میں ریل گاڑی نہیں تھی۔ اور کئی جگہ پیدل جانا پڑتا تھا۔ وہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست بھی تھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعوے کیا کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اور اپنی مسیحیت کا بھی اعلان کیا تو تمام ہندوستان میں ایک شور مچ گیا۔ ان دنوں لاہور میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ جموں سے رخصت لے کر آئے ہوئے تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی بھی وہاں جا پہنچے۔ اور انہوں نے آپ کو مباحثہ کا چیلنج دے دیا۔ اور کہا کہ صرف حدیثوں سے وفات مسیح کے مسئلہ پر بحث ہونی چاہیئے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے کہ حدیث حاکم نہیں بلکہ قرآن حاکم ہے۔ پس ہمیں اس معاملہ میں قرآن کریم کی آیات سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اس پر کئی دن بحث ہوتی رہی۔ اور ایک دوسرے کی طرف سے اشتہارات بھی نکلتے رہے۔ وہ چونکہ دونوں کے دوست تھے اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس جھگڑے کو نپٹانا چاہیئے۔ انہوں نے اپنے دل میں یہ سمجھا کہ مرزا صاحب نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات کہی ہو گی جسے مولوی محمد حسین بٹالوی سمجھے نہیں۔ اور چونکہ ان کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے۔ اس لئے وہ جوش میں آکر مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہوں گے۔ ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب قرآن کریم کے خلاف کوئی بات کہیں اور ان پر کفر کے فتوے لگانے کی ضرورت پیش آجائے۔ یہ مخالفت ضرور کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اور میرا فرض ہے کہ میں اس کو دور کروں چنانچہ وہ بڑے جوش سے قادیان آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ میں نے سنا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ وہ کہنے لگے میں تو سمجھتا تھا آپ نے قرآن کے خلاف کوئی بات نہیں کہی ہو گی۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی یونہی کسی غلط فہمی کے ماتحت آپ کے دشمن ہو گئے ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ آپ نے واقعہ میں قرآن کے خلاف عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ قرآن کے خلاف عقیدہ نہیں بلکہ اس کے عین مطابق ہے۔ وہ کہنے لگے اگر قرآن سے یہی ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو کیا آپ اپنا یہ عقیدہ ترک کر دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کیوں نہیں اگر قرآن سے یہ ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو میں انہیں زندہ ماننے لگ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا میں پہلے ہی کہتا تھا۔ کہ مرزا صاحب بڑے نیک آدمی ہیں۔ وہ قرآن کے خلاف عمداً کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ انہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ اچھا آپ بتائیں۔ اگر میں قرآن کریم سے سو ایسی آیتیں نکال کر لے آؤں۔ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہو۔ تو کیا آپ مان لیں گے۔ وہ چونکہ مولویوں سے یہ سنا کرتے تھے۔ کہ سارا قرآن حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے انہوں نے سمجھا کہ سو آیتیں تو ایسی ضرور ہوں گی۔ جن سے ان کی زندگی ثابت ہوتی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے۔ سو چھوڑ آپ ایک آیت ہی ایسی لے آئیں۔ تو میرے لئے وہی کافی ہے۔ اور میں حضرت مسیح کی وفات کا عقیدہ ترک کر دوں گا وہ کہنے لگے اچھا سو نہ سہی پچاس تو میں ضرور لے آؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تو کہہ چکا ہوں کہ

ایک آیت بھی کافی ہے

سو پچاس کی شرط کی ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ اچھا تو دس آیتیں تو میں ضرور ہی لے آؤں گا۔ میں پہلے ہی کہتا تھا۔ کہ مرزا صاحب قرآن کے عاشق ہیں۔ وہ قرآن کے خلاف کوئی بات مان ہی نہیں سکتے۔ ضرور انہیں کوئی غلطی لگی ہے۔ اب یہاں آکر میرے اس خیال کی تصدیق ہو گئی ہے۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔ اور دس آیتیں ایسی لکھوا کر آپ کے پاس لاتا ہوں۔ جن سے حضرت مسیح ناصری کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ لاہور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملنے گئے۔ مولوی صاحب اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے بڑے زور شور سے لافیں مار رہے تھے۔ کہ میں نے نور الدین رضؓ کو ایسی پٹخنیاں دیں۔ وہ حدیث کی طرف آتا ہی نہیں تھا۔ مگر میں نے اسے اس قدر پٹخنیاں دیں۔ کہ آخر وہ حدیث کی طرف آنے پر مجبور ہو گیا۔ دراصل بات یہ ہوئی۔ کہ لمبی بحث سے تنگ آکر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے یہ تسلیم کر لیا تھا۔ کہ اچھا قرآن کے علاوہ بخاری سے بھی تائیدی رنگ میں حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ بس اس پر وہ سب خوش تھے۔ اور بار بار کہتے تھے۔ کہ میں نے نور الدین رضؓ کو خوب پکڑا۔ اتفاق یہ ہوا۔ کہ ادھر وہ یہ باتیں کر رہے تھے۔ اور ادھر یہ حاجی صاحب جا نکلے۔ اور کہنے لگے بس اب اس بحث مباحثہ کو ایک طرف رکھیں۔ اور میری بات سنیں۔ میں قادیان گیا تھا۔ اور میں حضرت مرزا صاحب کو منوا آیا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ برادرز جنرل مرچنٹس انارکلی لاہور نزد دھنی رام چوک
ہر قسم کا آرائشی سامان اور سولا ہیٹ کی خرید کے لئے
ایک نہایت قابل اعتماد دوکان ہے (مینیجر)

کہ اگر قرآن سے میں دس ایسی آیتیں نکال کر لے آؤں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہو تو وہ اپنے پہلے عقیدہ کو ترک کردیں گے بلکہ میں ان سے یہ بھی منوا آیا ہوں کہ وہ لاہور کی شاہی مسجد میں آکر سب کے سامنے توبہ کرینگے اور واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا بھی اقرار کر لیا تھا۔ ان کا منشا یہ تھا۔ کہ توبہ ایسی جگہ ہو کہ سب کو معلوم ہو جائے اور یہ فتنہ جو اٹھا ہوا ہے دب جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ جہاں آپ کہیں گے وہیں میں توبہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ پہلے دس آیتیں تو لے آئیں۔ غرض انہوں نے جاتے ہی کہا کہ میں مرزا صاحب سے سب کچھ منوا کر آیا ہوں۔ آپ اس جگہ کو چھوڑیئے اور مجھے فوراً دس آیتیں لکھ دیجئے تاکہ میں مرزا صاحب کو توبہ کرانے کے لئے یہاں لا سکوں۔ اس وقت چونکہ مولوی صاحب سخت جوش کی حالت میں اور بڑے فخر سے کہہ رہے تھے کہ میں نے نورالدین کو یوں ٹھنیاں دیں۔ میں نے اسے گردن سے اس طرح پکڑا۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور غصہ سے کہنے لگے تجھ جاہل کو کس نے کہا تھا کہ تو مرزا صاحب کے پاس جاتا۔ میں دو مہینے سے جھگڑ جھگڑ کر نورالدین کو حدیث کی طرف لایا تھا تو پھر بحث کو قرآن کی طرف لے گیا۔ وہ آدمی تھے نیک انہیں یہ فقرہ کھا ہی گیا۔ وہ سادگی سے یہ سمجھتے تھے۔ کہ قرآن سے حیات مسیح ثابت ہے اور وہ اسی امید میں خیالی پلاؤ پکا رہے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ جہاں سارے ہندوستان کے مولوی ناکام رہے ہیں۔ وہاں میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ اور مرزا صاحب سے توبہ کرواؤں گا۔ پس انہوں نے جونہی یہ فقرہ سنا کہ میں دو مہینے بحث کر کر کے نورالدین رضہ کو حدیث کی طرف لایا تھا۔ تو پھر بحث کو قرآن کی طرف لے گیا۔ تو وہ تھوڑی دیر تو حیرت اور استعجاب سے خاموشی بیٹھے رہے۔ پھر اٹھے اور مولوی صاحب کے مخاطب ہو کر کہا اچھا مولوی صاحب

جدھر قرآن ادھر ہی ہم

اور یہ کہہ کر مجلس سے چلے گئے اب انہوں نے نہ کوئی دلیل سنی۔ نہ کوئی نشان دیکھا نہ کوئی مباحثہ سنا صرف انہوں نے یہ فقرہ سنا اور سمجھ گئے کہ قرآن مرزا صاحب کی تائید میں ہے اور انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ جدھر قرآن ہے ادھر ہی مجھے ہونا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی تو حق یہ ہے کہ جو شخص اس مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ اپنے جذبات غیرت کا پاس کرے وہ یہ فیصلہ کرلے کہ جدھر میرا خدا ہے ادھر ہی میں ہوں گا وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا وہ کبھی نامراد نہیں ہو سکتا وہ کبھی شکست نہیں کھا سکتا۔ یہی وہ مقام ہے جس کے بعد کوئی گمراہی نہیں اور

یہی وہ مقام ہے

جس کے بعد ساری دنیا کے شیطان مل کر بھی اگر انسان کو گمراہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ اس نے ایک ایسے عروہ وثقیٰ کو پکڑ لیا ہے جس کے لئے ٹوٹنا مقدر نہیں۔ وہ کھچا ہوا اپنے خدا کی طرف چلا جائیگا۔ پس جس شخص کے دل میں یہ ایمان ہو کہ جدھر میرا خدا ہے ادھر میں ہوں۔ اسے شیطان نہ دوستوں کی محبت سے ورغلا سکتا ہے نہ رشتہ داروں کی محبت سے ورغلا سکتا ہے نہ علم سے ورغلا سکتا ہے اور نہ کسی اور طریق سے ورغلا سکتا ہے کیونکہ شیطان اسے یہ تو کہہ سکتا ہے کہ یہ دوستوں کی محبت کا تقاضا ہے۔ یہ رشتہ داروں کی محبت کا تقاضا ہے۔ یہ قومی غیرت کا تقاضا ہے یہ اسلامی محبت کا تقاضا ہے مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ قرآن کا تقاضا ہے۔ وہ انسانی طبیعت کو سو طرح ابھار سکتا ہے وہ لالچ دے سکتا ہے وہ ڈرا دے سکتا ہے۔ وہ جذبات برانگیختہ کر سکتا ہے مگر وہ قرآن کی آیت اپنے پاس سے نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور وہی اس کا حافظ و ناصر ہے۔ پس جب کوئی شیطان قرآن کی آیت اپنے پاس سے نہیں بنا سکتا تو وہ شخص جو یہ فیصلہ کرے کہ میں ادھر ہی ہونگا۔ جدھر قرآن ہے وہ گمراہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

غرض جو شخص اس مقام پر کھڑا ہو جائے کہ جدھر خدا ہے ادھر میں ہوں جس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ جدھر قرآن ہے۔ ادھر میں ہوں وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ کیونکہ انسانوں کے لئے خدا تعالیٰ نے کا کوئی حکم نہیں جو قرآن سے باہر ہو اور قرآن کا کوئی لفظ نہیں جو خدا تعالیٰ سے باہر ہو پس جدھر خدا ہے ادھر قرآن ہے اور جدھر قرآن ہے ادھر خدا ہے۔ اور وہ جس نے کہا۔ کہ جدھر خدا ہے ادھر میں ہوں اس نے یہی کہا کہ جدھر قرآن ہے ادھر میں ہوں اور جس نے کہا کہ جدھر قرآن ہے ادھر میں ہوں اس نے یہی کہا کہ جدھر خدا ہے ادھر میں ہوں اور ایسے شخص پر

شیطان کا کوئی حملہ کارگر نہیں ہو سکتا

وہ انسانی علم کی کمی کی وجہ سے عارضی طور پر دھوکہ کھا سکتا ہے وہ عارضی طور پر کسی بات کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہ سکتا ہے مگر وہ فنا نہیں ہو سکتا۔ وہ گمراہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس نے خدا کو پکڑا ہوا ہے اور جس نے خدا کو پکڑا ہوا ہو وہ گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہارا ہاتھ تمہارے کسی دوست نے پکڑا ہوا ہو اور وہ تیز رفتار ہو اور تم سست رفتار تو تم جھٹکے کھا سکتے ہو۔ تمہاری ٹانگیں ادھر ادھر ہو سکتی ہیں۔ تمہارا سر ادھر ادھر لڑھک سکتا ہے مگر تم جاؤ گے وہیں جہاں تمہارا دوست جائے گا اسی طرح وہ شخص جس نے اپنا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے دیا اس کو جھٹکے بے شک لگیں۔ اس کا پیر بے شک پھسل جائے مگر وہ جائے گا۔ ادھر ہی جدھر خدا ہے کیونکہ جس نے

خدا کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ

دے دیا وہ کبھی گمراہ ہو کر غلط راستہ پر نہیں جا سکتا۔

پس یاد رکھو

ہماری جماعت کا اہم ترین مقصد

یہ ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کو پھیلائے وہ نیکی اور تقویٰ اپنے اندر پیدا کرے اور اسلامی نظام کی ترقی کے لئے انہی راستوں کو اختیار کرے جو خدا نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں۔

پس تم میں سے خواہ کوئی عالم ہوں یا جاہل۔ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اگر وہ جذبات کی رو میں بہہ جائیں گے۔ اگر وہ اس رستہ کو ترک کردیں گے۔ جو ان کی ترقی کے لئے خدا نے مقرر کیا تو وہ احمدیت کے دوست نہیں بلکہ بدترین دشمن ہونگے مگر وہ جو اپنے جذبات کی پروا نہ کرتے ہوئے اسی راستے کو اختیار کرتا ہے جو خدا نے اس کی ترقی کے لئے مقرر کیا وہ احمدیت کا خادم ہے اور ایسے خادم کبھی ناکام نہیں ہوا کرتے۔

ضروری اعلان برائے جملہ جماعتہائے صوبہ سرحد

مولوی محمد عبد العزیز صاحب انسپکٹر نظارت بیت المال صوبہ سرحد میں پہنچ چکے ہیں اور عنقریب صوبہ کی تمام جماعتوں کا معائنہ کرنے والے ہیں۔ لہذا تمام جماعتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے معائنہ کے لئے سہ ماہی کھاتوں اور روزنامچوں کو مکمل کر چھوڑیں اور حتی الوسع ایسی کوشش ہو کہ انسپکٹر صاحب کے معائنہ کے وقت تمام چندے پورے پورے وصول ہو چکے ہوں۔ جن جن جماعتوں کے بجٹ ابھی تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہم ملکی واقعات

ملک معظم کا پیغام اہل ہند کے نام

ملک معظم کی طرف سے ایک پیغام اہل ہند کے نام وائسرائے ہند کی وساطت سے عین اسوقت موصول ہوا جب کہ حضور وائسرائے اا ستمبر کو مجالس آئین ساز کے دونو ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کرنے والے تھے۔ تقریر سے پہلے آپ نے کہا۔ کہ یہ پیغام سنانے کے لئے اس سے بہتر اور موزون ترین موقعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ نے پڑھ کر سنایا۔ جو یہ ہے۔ کہ ان دنوں تہذیب عالم کی تباہی کی دھمکی دی جا رہی ہے جس کی حفاظت کے لئے ہم مسلح ہوئے ہیں۔ اور میرے لئے یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ ہندوستان کے عوام اور والیان ریاست نے اس موقعہ پر امداد کے پیغامات ارسال کئے ہیں۔ برطانیہ کسی خود غرضی کے ماتحت لڑائی نہیں کر رہا۔ بلکہ اس اصل کو برقرار رکھنے کے لئے نبرد آزما ہے۔ کہ مہذب حکومتوں کے باہمی اختلافات قوت کے ذریعہ نہیں بلکہ دلیل اور قانون کے ذریعے ہونے چاہئیں۔ ہمارا دلی مقصد یہی ہے۔ کہ ہماری رعایا جنگ کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہتی ہوئی خوشحالی اور مسرت کی زندگی بسر کرے کہ یہی نسل انسانی کا مقصد و مدعا ہے۔ ملک معظم نے اس پیغام پر اپنے ہاتھ سے دستخط کئے ہیں۔ اس پیغام کے جواب میں وائسرائے نے ملک معظم کی خدمت میں جوابی پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں اس پیغام کے لئے شکریہ ادا کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ اس نازک موقعہ پر آپ کے الفاظ سے زیادہ کوئی چیز اہل ہند کی حوصلہ افزائی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ ہندوستانی عوام اور والیان ریاست کے ان ارادوں کو آپ کے الفاظ نے بہت مضبوط کر دیا ہے۔ کہ انہیں اس اصول کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ جسے جرمنی نے خطرے میں ڈال دیا ہے۔

وائسرائے ہند کی تقریر اور فیڈرل سکیم کا التواء

شملہ میں اا ستمبر کو مرکزی اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے مشترکہ اجلاس میں وائسرائے ہند نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ چونکہ اسوقت ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ ہمیں اپنی تمام توجہات کو جنگ کی طرف مبذول رکھنا پڑے گا۔ اس لئے بحالات موجودہ ہمارے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں۔ کہ فیڈریشن کے سلسلہ میں تیاریوں کو ملتوی کر دیں۔ گو ہم فیڈریشن کو بطور نصب العین اپنے سامنے رکھیں گے۔ موجودہ جنگ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ ایک ہفتہ کی جنگ میں آپ نے دیکھ لیا ہے کہ جرمنی کس انداز میں جنگ کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔ پہلے تو اس نے بغیر اعلان جنگ کے پولینڈ پر ظالمانہ حملہ کر دیا۔ پھر بلا اشتباہ جہاز "ایتھنیا" کو غرق کر دیا۔ جرمن ارباب حل وعقد ان اصول سے کامل لاپرواہی برت رہے ہے۔ بلکہ اظہار نفرت کر رہے ہیں۔ جن کی حفاظت مہذب دنیا کا مقصد وحید رہا ہے۔ ہمیں جنگ کے خیال سے ہی نفرت ہے لیکن ایک امن پسند ملک پر بلا وجہ حملہ کی صورت میں ہمارے لئے ہتھیار اٹھانا ضروری تھا۔ اس جنگ میں ہماری کوئی ذاتی غرض نہیں۔ بلکہ یہ نیک مقاصد کے پیش نظر لڑی جا رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے جرمنی کی وعدہ خلافیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب کہ یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ ہم اور ہمارے اتحادی بغیر جنگ کے ان اصول کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ میں آپ سے ایک اپیل کرتا ہوں۔ اور وہ اپیل اتحاد کی ہے۔ یہاں کے تمام طبقے والیان ریاست سیاسی پارٹیوں کے لیڈر اور عوام الناس اس سلسلہ میں متحدہ رویہ اختیار کریں۔ اور جس قدر ممکن ہو۔ آدمیوں اور روپیہ کی پیشکش کریں۔ گو یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ مجھے کئی ایسی پیشکش پہلے ہی ہو چکی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں ہندوستان کی آواز متفقہ ہو گی جو قدم اٹھایا جائے گا۔ وہ متحدہ ہوگا۔ اور اس لڑائی میں ہندوستان جو بھی حصہ لے گا۔ اس کی قدیمی روایات کی شان کے شایاں ہوگا۔ ہندوستانی فوجوں پر جو بری۔ بحری اور فضائی ذمہ داریاں ڈالی جائیں گی۔ انہیں وہ اپنی شاندار روایات کے مطابق سرانجام دیں گی۔ آپ نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ ملک معظم کی حکومت نے چیٹ فیلڈ کمیٹی کی سفارشات کو منظور کر لیا ہے۔ اور موجودہ حالات کے لحاظ سے فوجوں کو جدید ہتھیاروں سے مسلح کرنے کا کام تسلی بخش طور پر سرانجام پا رہا ہے ملک معظم کی حکومت نے اس سلسلہ میں ہندوستان کو جو امداد دی ہے۔ اس نے ہندوستان کے ٹیکس دہندگان کو ایک بھاری بوجھ سے بچا دیا ہے۔ اور اس امداد کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی فوج کو وہی پوزیشن حاصل ہو سکے گی۔ جو دنیا کے بڑے بڑے صنعتی ممالک کی افواج کو ہے۔ اگر کوئی اور موقعہ ہوتا۔ تو میں غیر ممالک میں ہندوستان کی پوزیشن سول ایڈمنسٹریشن میں تبدیلیاں۔ صوبجاتی خودمختاری اور اصلاحات وغیرہ امور کا ذکر بھی کرتا لیکن اسوقت ہماری تمام تر توجہ جنگ کی طرف مبذول ہے۔ اس لئے صرف انہی امور کو بیان کیا گیا ہے۔ تقریر کے وقت گورنر پنجاب سر ہنری کریک بھی وزیٹر گیلری میں موجود تھے

بمبئی میں روشنی کے متعلق جدید قوانین

بمبئی سے اا ستمبر کو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ شہر پر فضائی اور بحری حملوں کے دفاع کے سلسلہ میں آئندہ روشنی کے متعلق خاص احتیاطیں برتی جانی چاہئیں۔ مکانوں اور دکانوں کے باہر روشنی ہرگز نہ کی جایا کرے۔ تفریحی مقامات کی روشنی بہت مدھم رکھی جائے جن مکانوں کی بتیاں سمندر کی جانب ہیں۔ انہیں ڈھانک دیا جائے۔ تا پانی میں عکس نظر نہ آ سکے۔ اس طرح کارخانوں میں ایسی بتیاں بند کر دی جائیں۔ جن کا عکس سیدھا پڑتا ہو۔ سیڑھیوں اور لفٹوں کے اوپر لگی ہوئی بتیاں بھی ڈھانک دی جائیں۔ بعض کام کرتے وقت اوپر کو شعلے نکلتے ہیں۔ ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ یہ اوپر دکھائی نہ دے سکیں ٹریم کاروں۔ اور موٹروں کی بتیوں کے سامنے کے شیشہ کا نصف حصہ سیاہ کر دیا جائے محلوں اور گلی کوچوں میں بھی روشنی کم رکھی جائے۔ ایسی برقی بتیاں جن کی روشنی تیل لیمپ سے زیادہ ہو۔ گلی کوچوں اور سڑکوں پہ نہ کرنہ چلا جائے۔ خطرہ کا الارم ہونے پر تمام بتیاں فی الفور بجھا دی جائیں۔ اور جب تک دوسرا سگنل نہ ہو۔ تاریکی رکھی جائے۔ اعلان میں لکھا ہے۔ کہ ان احتیاطوں پر لوگوں کے تعاون سے ہی عمل ہو سکتا ہے۔ عوام سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ رضاکارانہ طور پر ان پر عمل کریں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر لیا جائے گا۔

جنوبی ہند کے ساحل پر جرمن آبدوز

مدراس سے اا ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ کوچین کے دارالسلطنت ارناکلم سے خبر آئی ہے۔ کہ بندرگاہ پر پہرہ دینے والے سپاہیوں نے ایک آبدوز کو دیکھا جسے ایک برقی پیغام بھیجا گیا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اور وہ فوراً کہیں غائب ہو گئی۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آغاز جنگ سے پیشتر جرمنی کی طرف سے آبدوز کشتیاں مختلف سمندروں میں بھیج دی گئی تھیں۔ تا برطانوی تجارتی جہازوں کو تباہ کریں اور بحری رستوں کو خوفناک بنا دیں۔ اور یہ کشتی بھی اس پروگرام کا ایک جزو سمجھی جاتی ہے۔

کوچین ہندوستان کے مغربی ساحل پر الپونڈرم اور کالی کٹ کے درمیان واقع ہے۔ مدراس ٹراونکور اور کوچین کی حکومتوں نے مشترکہ طور پر اس بندرگاہ کو ترقی دی ہے۔ بحر انکاہل سے آنے والے جہاز بمبئی کی بجائے یہیں ٹھیرتے ہیں *

Digitized by Khilafat Library Rabwah